AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

عصرِ حاضر میں مالی بدعنوانیاں اور ان کا سدِباب قرآن وحدیث کی روشنی میں

Financial Corruption in the Modern Era and its Prevention in the Light of the Quran and Hadith

Karina Nadia
PhD Scholar, Nation College of Business Administration & Economics (Al Hamra University) Bahawalpur Sub Campus, qareena31468106@gmail.com
Allah Bakhsh
PhD Scholar, Nation College of Business Administration & Economics (Al Hamra University) Bahawalpur Sub Campus, abKulyar@yahoo.com
Dr. Tanveer Akhtar
Lecturer, Cholistan University of Veterinary and Animal Sciences, Bahawalpur
tanveerakhtar@cuvas.edu.pk

Abstract

The love of wealth and riches is inherent in human nature. Keeping in mind human nature, Islam did not completely prohibit wealth accumulation, but rather defined certain rights in this wealth so that justice and fairness are established among human beings and corruption and mismanagement do not get a chance to flourish. Therefore, Islam does not like it when only a few people control all the wealth and riches of society, and the rest are forced to live a life of poverty and helplessness. Therefore, Islam gives strict warnings to those who hoard wealth and do not spend it on the needy. Financial corruption is a complex and deep-rooted problem that cannot be completely eradicated immediately. The Quran and Hadith strongly condemn all forms of financial corruption and teach the establishment of a pure, transparent, and just economic system. In the present era, comprehensive measures such as faith awareness, a strong legal system, transparency, accountability, and raising public awareness are indispensable to curb these evils. Muslims must firmly hold on to these Quranic and Prophetic principles in their individual and collective lives to create a healthy, transparent, just, and prosperous society.

Keywords: *Fraud, Corruption, Bribery, financial, tax, suggestions, check and balance, Unforseen, honesty, teachings*

عصرِ حاضر میں مالی بدعنوانیاں ایک عالمگیر اور سنگین مسئلہ بن چکی ہیں ، جو ممالک کی معیشت، سیاسی استحکام اور سماجی انصاف کو بری طرح متاثر کر رہی ہیں۔یہ بدعنوانیاں مختلف اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں اور ان کا سدِ باب ایک کثیر الجہتی اور مسلسل کوشش کا متقاضی ہے۔جو معاشروں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔رشوت، غبن، دھوکہ دہی، ناجائز منافع خوری، اور قومی خزانے کی لوٹ مار جیسے جرائم معاشی عدم استحکام، سماجی ناانصافی اور اخلاقی زوال کا سبب بن رہے ہیں۔قرآن و حدیث میں ان برائیوں کی شدید مذمت کی گئی ہے اور ان کے سدِ باب کے لیے واضح اصول اور رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔تمام افعال مالی بدعنوانی سے تعبیر کیے جاتے ہیں۔قرآن کریم نے جن نافرمان قوموں کی بربادی وہلاکت کی عبرت ناک داستان بیان کی ہے،ان میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی ہے،جس کی تباہی کا سب سے بڑا سبب کفر وشرک کے بعد اس میں پایا جانے والا بدعنوانی،غبن،ناپ تول میں کمی اور خیانت تھا۔حضرت شعیب علیہ السلام ان کے معاشرے میں ایک طویل عرصے تک حق واصلاح احوال کی صدا لگاتے رہے اور انہیں بار بار خیانت،ناپ تول میں کمی، غبن،دھوکادہی اور مالی بدعنوانیوں کی وبا سے نکلنے اور بچنے کی تلقین کرتے رہے۔

عصرِ حاضر میں مالی بدعنوانیوں کی اہم اقسام:

رشوت ستانی :(Bribery)

مالی بدعنوانیوں کی ایک شکل رشوت بھی ہے۔رشوت کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جس کام کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو،اس کا معاوضہ وصول کیا جائے۔مثلاًایک کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہو اور اسے اس کام کی انجام دہی پر سرکاری طور پر معاوضہ اور تنخواہ ملتی ہو،ایسا کام کرنے پر وہ صاحبِ ضرورت شخص سے کوئی معاوضہ وصول کرے۔قرآن مجید نے رشوت کے لئے سُحت کا لفظ استعمال کیا ہے۔لفظ سُحت کا معنی ہلاکت وبربادی ہے۔رشوت نہ صرف لینے دینے والوں کو اخلاقی اور معاشی طور پر تباہ وبرباد کرتی ہے بلکہ ملک وملت کی جڑ اور امن عامہ کی بنیادیں ہلا دیتی ہے۔جس ملک میں رشوت کی لعنت چل پڑتی ہے وہاں قانون بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے،لوگ رشوت دے کر ہر کام کروالیتے ہیں۔حقدار کا حق مارا جاتا ہے اور غیر حقدار مالک بن بیٹھتے ہیں۔قانون،جو کہ لوگوں کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔قانون کی حاکمیت جس معاشرے میں کمزور پڑ جائے وہ معاشرہ زیادہ دیر چل نہیں سکتا،نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے نہ مال وعزت،قرآن مجید نے اسے سُحت کہہ کر 'اشد حرام' قرار دے دیا ہے۔رشوت کے دروازے بند کرنے کے لئے اسلام نے یہ اصول دیا ہے کہ اُمراء وحکام کو تحفے دینا حرام ہے۔اس سلسلے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلا تَأكُلوا أَموٰلَكُم بَينَكُم بِالبٰطِلِ وَتُدلوا بِها إِلَى الحُكّامِ لِتَأكُلوا فَريقًا مِن أَموٰلِ النّاسِ بِالإِثمِ وَأَنتُم تَعلَمونَ ۔ 1

''آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ اور نہ مال کو حاکموں تک پہنچاؤ کہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے طریقے سے جانتے بوجھتے کھاجاؤ۔''

قرآن مجید نے یہود کے مذہبی اجارہ دار طبقے کی یہ خرابی بیان کی ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی پسند کے فتوے جاری کر کے ان سے رشوت کھاتے ہیں۔قرآن مجید نے ان لوگوں کا ذکر یوں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الكِتـٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ ما يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِم إِلَّا النّارَ وَلا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَومَ القِيٰمَةِ وَلا يُزَكِّيهِم وَلَهُم عَذابٌ أَلِيمٌ۔ 2

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پالیسی بظاہر بڑی سخت نظر آتی ہے لیکن مالیاتی معاملات میں نظم اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب بد عنوانی کا سبب بننے والے ہر چھوٹے سے چھوٹے سوراخ کو بھی مکمل طور پر بند کیا جائے۔ چھوٹے سے چھوٹے سوراخوں سے جب پانی کو رسنے دیا جائے تو یہی سوراخ بڑے ہو کر بند کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بدعنوانیوں سے اگر در گزر کیا جائے تو یہی غلطیاں پورے معاشی ڈھانچے کو زمین بوس کر دیتی ہیں۔ آج کا دور اس کی واضح مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے، یہ لوگ (یہود) اسے چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعے معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔ یہودیوں کی اس خرابی کو قرآن مجید یوں بھی بیان کرتا ہے:

سَمّٰعُونَ لِلكَذِبِ أَكّٰلُونَ لِلسُّحتِ۔ 3

"یہ لوگ جھوٹ (افواہیں) بڑے شوق سے سنتے ہیں اور حرام خوری میں بڑے تیز ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن رسول الله ا الراشی والمرتشی۔ 4

(آپ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی)

آپ نے فرمایا: كل لحم نبت بالسحت فالنار أولى به۔ (جس گوشت نے سُحت (حرام) سے پرورش پائی، آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے) پوچھا گیا: سُحت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: الرشوة فی الحكم۔ (فیصلے صادر کرنے میں رشوت وصول کرنا) 5

اسی طرح کی ایک حدیث مبارکہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے۔

ابن خویز منداد نے سُحت کی ایک شکل یہ بیان کی ہے کہ ایک شخص کا کسی صاحبِ اختیار شخص کے ساتھ کوئی کام اور حاجت ہو لیکن اس کی صاحبِ منصب شخص تک رسائی نہ ہو، جبکہ کسی دوسرے شخص کا اس صاحبِ منصب کے ساتھ تعلق موجود ہو اور وہ سائل کی رسائی متعلقہ افسر تک کروانے کے لئے کوئی فیس اور معاوضہ طلب کرے۔ 6

سُحت اور رشوت کی ایک شکل یہ بھی روایات میں بیان کی گئی ہے کہ کسی صاحبِ منصب شخص کو کوئی چیز دی جائے تا کہ کسی کا حق مار کر خود حاصل کر لیا جائے۔ اگر کوئی شخص رشوت لے کر کسی کا کام حق کے مطابق کرتا ہے تو وہ شخص رشوت لینے کی وجہ سے گنہگار ہو گا اور یہ مال اس کے لئے سُحت ہو گا۔ لیکن اگر رشوت لے کر حق کے خلاف فیصلہ کیا اور غیر حقدار کو حق دے دیا تو یہ جرم کئی گنا بڑھ جائے گا۔ اس میں رشوت، ظلم، حق تلفی اور اللہ تعالیٰ کی حد کو توڑنا بھی شامل ہو جاتا ہے۔ 7

امام ابو حنیفہ کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رشوت وصول کرتا ہے تو وہ اسی وقت معزول کر دیا جائے۔ اگر اسے معزول نہ کیا گیا تو اس فعل کے ارتکاب کے فوراً بعد سے اس کے تمام احکام غیر قانونی سمجھے جائیں گے۔ 8

صاحبِ تفسیر امام قرطبی فرماتے ہیں کہ رشوت وصول کرنا فسق ہے اور کسی فاسق کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں رشوت کے لینے دینے میں واسطہ بننے والے کو بھی اتنا ہی مجرم قرار دیا گیا ہے جتنا رشوت لینے اور دینے والے کو۔ 9

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرآنی تعلیمات کو عملی شکل دی۔ آج کے دور میں مالی بدعنوانیوں کے انسداد کے لئے یہ واقعہ بڑا بنیادی راہنما ثابت ہو سکتا ہے کہ خیبر کے یہودیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر مصالحت فرمائی تھی کہ وہ اپنی آدھی زرعی آمدنی مسلمانوں کو ادا کیا کریں گے۔ آپ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو محاصل وصول کرنے کے لئے متعین فرمایا گیا۔ ان لوگوں نے اپنی عورتوں کے زیورات بیچ کر رقم جمع کی اور صحابی رسول کو پیش کرنا چاہی کہ یہود کا حصہ بڑھا دیا جائے۔ عبداللہ بن رواحہ کا جواب نہ صرف یہود کے لئے بلکہ آج کے دور کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ نے فرمایا: "اے یہودیو! اللہ کی قسم تم اللہ کی مخلوق میں سے مبغوض ترین مخلوق ہو لیکن تمہاری یہ رشوت مجھے ظلم پر آمادہ نہیں کر سکتی، تمہاری یہ رشوت حرام ہے ہم مسلمان اسے نہیں کھاتے"۔ یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہے۔ 10

بدعنوانی کی ایک شکل یہ ہے کہ حکمران لوگوں کو سرکاری خزانے سے رشوت کے طور پر مال دیں اور اس سے ان کا مقصد یہ ہو کہ سیاسی یا معاشی مقاصد حاصل کریں۔ اس طرح کی بدعنوانی کے انسداد کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اگر تمہیں کوئی چیز عطا کریں تو لے لیا کرو جب تک کہ وہ عطا ہی رہے یعنی (یہ عطیہ کسی خدمت اور استحقاق کے طور پر ہو اور اس کی شرعی بنیاد موجود ہو) پھر جب قریش اقتدار کی خاطر ایک دوسرے سے لڑیں اور عطائیں قرض کے بدلے میں ملیں تو ان عطیات کو چھوڑ دیں اور قبول نہ کرو"۔ 11

آپ نے فرمایا: "جب قریش آپس میں حکومت کے لئے لڑنے لگیں اور رشوت کے طور پر لوگوں کو عطیات دیئے جائیں (اور یہ مستحق لوگوں کو نہ دیئے جاتے ہوں) تو یہ عطیات قبول نہ کرو۔ 12 آج کے دور میں یہ دونوں طرح کی رشوت موجود ہے۔ سرکاری کارندے قومی خزانے کو اپنی ذاتی دولت سمجھ کر ناجائز طور پر لوگوں کو بھاری رقوم دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ عوام کی بہت بڑی تعداد اخلاقی طور پر دیوالیہ ہوتی جا رہی ہے۔ رشوت نے لوگوں کی اخلاقی حس کو زنگ آلود کر کے ان کے ضمیر کو سلا دیا ہے۔ دوسری طرف عوام میں یہ خیال اب جڑ پکڑ چکا ہے کہ رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا اور رشوت کے ذریعے ہر ناممکن کام ممکن ہو جاتا ہے۔

ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی حاکم یا امیر سے کسی کی سفارش کرے اور پھر اس حاکم کو ہدیہ بھیجے اور وہ اس ہدیہ کو قبول کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہے گویا کہ وہ سود کے بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ 13

سرکاری افسران، ملازمین یا کسی بھی بااختیار شخص کا ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لیے رقم یا کوئی اور قیمتی چیز وصول کرنا یا پیش کرنا۔ یہ چھوٹے پیمانے پر روزمرہ کے معاملات سے لے کر بڑے سرکاری ٹھیکوں اور پالیسی سازی تک محیط ہو سکتی ہے۔

اختلاس :(Embezzlement)

اختلاس کسی شخص کا اپنی ذمہ داری میں موجود سرکاری یا نجی فنڈز یا اثاثوں کا ناجائز طور پر ذاتی استعمال کرنا یا غبن کرنا۔ ملک میں مالی بے قاعدگی بیت المال کو غلط طور پر استعمال کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس غلط استعمال کا ایک طریقہ یہ ہے کہ خزانہ غیر مستحق لوگوں کے لئے کھول دیا جائے، اس سے ملکی خزانہ کئی پہلوؤں سے منفی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ ایک تو غیر مستحق لوگ ملکی خزانے پر ناروا بوجھ بن جاتے ہیں۔ خزانہ غلط طور پر استعمال ہونے لگتا ہے۔ حق دار محروم رہ جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگوں کو محنت کی بجائے مفت خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اور جس ملک کے لوگ محنت سے گریز کرنے لگیں، اس کی معیشت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ اگر بیت المال سے وہ لوگ وظائف اور مستقل امداد لینا شروع کر دیں جو در حقیقت اس کے مستحق نہیں ہوتے تو یہ لوگ حقداروں کا حق مارنے کے مرتکب بھی ہوتے ہیں اور ملکی خزانہ بھی غلط طور پر استعمال ہونے لگتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر اس طرح کی صورت پیدا ہو جائے تو باشندوں کی اکثریت بادشاہ پر انحصار کرنے لگتی ہے اور بیت المال پر بوجھ بن جاتی ہے۔ غیر مستحق لوگ کبھی یہ کہہ کر وظیفہ حاصل کرتے ہیں کہ وہ غازی ہیں اور ملک کے سیاسی راہنما ہیں۔ وہ کبھی یہ کہہ کر وظائف حاصل کرتے ہیں کہ وہ درباری شاعر ہیں اور بادشاہوں کی درباری شاعروں پر عنایات ہوا ہی کرتی ہیں۔ وہ یہ وظائف کبھی یہ کہہ کر حاصل کرتے ہیں کہ وہ صوفی اور درویش ہیں اور خلیفہ اس بات کو معیوب سمجھتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے حالات کی تفتیش کرے کہ کیا یہ حقیقت میں ان وظائف کے مستحق ہیں بھی یا نہیں؟... ان کا معاشی انحصار صرف بادشاہوں کی مصاحبت، ان کی خوشامدی، جی حضوری اور ان کی مدح میں چرب زبانی پر ہوتا ہے اور آخر کار یہ ایک ایسا فن بن جاتا ہے کہ ان کے تمام خیالات اور فکریں اس برے فن پر صرف ہونے لگتی ہیں اور وقت کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔14

دھوکہ دہی:(Fraud)

مالی فائدہ حاصل کرنے کے لیے جان بوجھ کر غلط بیانی کرنا، حقائق کو چھپانا یا فریب دینا۔ دھوکہ دہی یا غلط بیانی کے کسی بھی عمل سے مراد ہے جو قیمتی چیز حاصل کرنے یا کسی دوسرے شخص یا ہستی کو نقصان پہنچانے کے لیے کی گئی ہے۔

اس میں اکاؤنٹنگ فراڈ، انشورنس فراڈ، اور سرمایہ کاری فراڈ شامل ہیں۔

اکاؤنٹنگ فراڈ میں کمپنی کی مالی کارکردگی اور پوزیشن کو غلط طریقے سے پیش کرنے کے لیے مالیاتی بیانات میں جان بوجھ کر ہیرا پھیری شامل ہے۔ مقصد اکثر سرمایہ کاروں، قرض دہندگان، یا ریگولیٹرز کو دھوکہ دینا ہوتا ہے۔

مثالیں: زیادہ آمدنی: ریکارڈنگ سیلز جو نہیں ہوئی یا کمائی سے پہلے آمدنی کو ریکارڈ کرنا۔

اخراجات کو سمجھنا: منافع کو بڑھانے کے لیے اخراجات کی ریکارڈنگ میں ناکامی یا تاخیر کرنا۔

اثاثوں کو غلط بیان کرنا: اثاثوں کی قیمت بڑھانا یا فرضی اثاثوں کو ریکارڈ کرنا۔

ذمہ داریوں کو چھپانا: کمپنی کو مالی طور پر مضبوط ظاہر کرنے کے لیے قرضوں یا ذمہ داریوں کو چھپانا۔

نامناسب انکشاف: اہم مالی معلومات کو ظاہر کرنے میں ناکامی

انشورنس فراڈ میں جب کوئی جان بوجھ کر کسی انشورنس کمپنی یا ایجنٹ کو مالی فائدے کے لیے دھوکہ دیتا ہے۔ اس کا ارتکاب پالیسی ہولڈرز، دعویدار، یا یہاں تک کہ انشورنس ایجنٹوں اور کمپنی کے ملازمین کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ مثلا ایسے واقعات کے دعوے جمع کرنا جو نہیں ہوئے یا نقصان یا نقصان کی حد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا۔ کم پریمیم یا کوریج حاصل کرنے کے لیے پہلے سے موجود حالات یا دیگر متعلقہ معلومات کے بارے میں جھوٹ بولنا جس کے لیے وہ دوسری صورت میں اہل نہیں ہوں گے۔ مرمت یا طبی بلوں کی لاگت کو بڑھانا۔

انشورنس ایجنٹس پالیسی ہولڈرز کی پریمیم ادائیگیوں کو انشورنس کمپنی کو بھیجنے کے بجائے رکھتے ہیں۔

سرمایہ کاری فراڈ میں جھوٹی معلومات یا وعدوں کی بنیاد پر لوگوں کو پیسے کی سرمایہ کاری کرنے کے لیے دھوکہ دہی کے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جو اکثر کم یا بغیر کسی خطرے کے زیادہ منافع کا وعدہ کرتے ہیں۔ مثلاپونزی اسکیمیں، پیرامڈ اسکیمیں ، پمپ اینڈ ڈمپ اسکیمیں اور ایسے افراد یا اداروں کے ساتھ ڈیل کرنا جو سرمایہ کاری کو فروخت کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

بدعنوانی(Corruption)/طاقت کا ناجائز استعمال (Abuse of Power):

سرکاری یا بااثر عہدیداروں کا اپنے اختیارات کا استعمال ذاتی یا اپنے ساتھیوں کے فائدے کے لیے کرنا، جس میں من پسند افراد کو نوازنا، غیر قانونی احکامات جاری کرنا یا قوانین کو نظر انداز کرنا شامل ہے۔ ملکی خزانے کے غلط استعمال کی ایک شکل سربراہِ مملکت یا سربراہِ حکومت کے مالیاتی اختیارات بھی ہیں۔ ان اختیارات کے تحت سرکاری خزانہ سربراہ کی ذاتی ملکیت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ خصوصی طور پر ایسی مدات جن کا کوئی آڈٹ نہیں ہوتا یا جنہیں آج کی اصطلاح میں (Unforeseen) مدات کہا جاتا ہے۔ ان مدات میں سے عموماً سیاسی رشوتوں کا کام لیا جاتا ہے۔ پاکستان کے سیاسی ماحول میں تو اس طرزِ عمل سے عوام بھی آگاہ ہوچکے ہیں کہ سیاسی لوگوں کو ہم نوا بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ یہ بات بالکل بجا ہے کہ قومی اور بین الاقوامی میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے تاکہ دوسروں کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔ اس سلسلے میں قرنِ اوّل سے شواہد ملتے ہیں کہ ملک وملت کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دینے والوں کی قدر شناسی کی گئی، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر مستحق لوگوں اور سرکاری افسران کے چہیتوں کو بھاری انعامات ووظائف سے نوازا جائے اور ہزاروں حق دار اور اہل لوگوں کی کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ یہ انعامات ملکی خزانے پر ناروا بوجھ نہ بن جائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ انعامات ملک میں غیر عادلانہ تقسیم دولت کی شکل اختیار نہ کرلیں۔ جن لوگوں پر ملکی خزانہ خرچ کیا جائے، ان کی خدمات ملکی نظریے کے ساتھ مطابقت بھی رکھتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ جن شعبوں کو اللہ اور اس کا رسول حرام قرار دیں، جن کے انسداد کے احکام دیئے گئے ہوں ہم ان شعبوں میں 'خدمات' سرانجام دینے والوں کو انعامات سے نوازیں۔

خیانت، بدعنوانی اور کرپشن، دنیا و آخرت میں ہلاکت، ذلت، غذائی قلت اور بحران کا باعث ہے، رشوت خور افسر، سود خور تاجر، جوئے باز مال دار نیز چوری ڈکیتی کا مجرم، سرکاری اور مشترکہ مال میں خیانت کا مرتکب ذمہ دار جو کمائی کرتا ہے۔ حقیت میں وہ کمائی اس کے اور اس کے اہل خانہ کی بربادی کا باعث ہوتی ہے، تجربہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اولاد بدکار و بد چلن اور اہل خانہ باغی ہوتے ہیں، علاوہ ازیں دنیا میں مقدمات، امراض اور مصیبتوں میں ابتلاء مستقل اذیت کا باعث ہوتا ہے، جبکہ آخرت کی رسوائی اور تکلیف تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

بدعنوانی اور کرپشن کا علاج

اسلام انسان کے دلوں میں اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں وہ انسانوں کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے، اسے سب کے دلوں کا حال معلوم ہے، اس نے اپنے فرشتوں کو انسان کے ہر ہر عمل اور احساس کو ریکارڈ کرنے کا کام سونپ رکھا ہے، اور ایک دن ہم سب کو مرنا ہے اور اس کے حضور پیش ہونا ہے، اس دن وہ ہمارے تمام اعمال کا ریکارڈ ہمارے سامنے پیش کریگا۔ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں:

’’كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّين ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْن كِرَاماً كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْم ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْن ۝ وَمَا ہُمْ عَنْهَا بِغَاءِبِيْنَ‘-15

(ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن تم لوگ سزا و جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ، تم پر کچھ نگہبان (فرشتے) مقرر ہیں۔ وہ معزز لکھنے والے ہیں (ہر ہر عمل کو نوٹ کرنے والے ہیں)۔ جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔ یقین رکھو کہ (آخرت میں) نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہونگے۔ اور برے و بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہونگے۔ وہ اس (دوزخ) میں سزا و جزا کے دن داخل ہونگے۔ اور وہ اس سے غائب نہیں ہو سکیں گے)۔

اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ انسان کی اصل زندگی اخروی زندگی ہے جو ہمیشہ ہمیش کی ہے، جبکہ دنیاوی زندگی فانی ہے۔ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے اور آخرت اس کی جزاء ہے۔ اس لئے اپنے دلوں میں دنیا کی محبت کو نہ بسایا جائے بلکہ تمام اعمال میں آخرت ہی مطمح نظر ہو۔ قرآن کہتا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدَّنْيَا قَلِيْلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى وَلاَ تُظْلَمُونَ فَتِيْلاً-16

(اے نبی کہہ دیجئے! دنیاوی نعمتیں تو چند روزہ ہیں، لیکن آخرت بہت بہتر ہے اس کے لئے جو تقوے والا ہو، اور (اللہ کے یہاں کسی پر) دھاگے کی برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا)۔

اسلام نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ آخرت میں حساب و کتاب کا تصور دیکر چھوڑ دیا ہو بلکہ انسان کے تمام اچھے برے اعمال اور جائز و ناجائز کاموں کو پوری وضاحت سے بیان کیا ہے تاکے دنیاوی زندگی میں انسان جو بھی قدم اٹھائے وہ بہت سوچ سمجھ کر اٹھائے۔ چنانچہ بدعنوانی کے جو جو پہلو انسانی زندگی میں ہو سکتے تھے اسلام نے بڑی وضاحت سے انھیں بیان کیا ہے تاکہ انسان ان سے خود بھی بچ سکے اور دوسروں کو بھی اس سے بچا سکے۔

ٹیکس چوری:(Tax Evasion)

ٹیکس چوری ایک غیر قانونی عمل ہے جس میں افراد، کمپنیاں، یا دیگر ادارے جان بوجھ کر اپنی آمدنی، منافع، یا اثاثوں کو کم ظاہر کرتے ہیں تاکہ حکومت کو کم ٹیکس ادا کرنا پڑے۔ یہ ایک سنگین جرم ہے جس کے معاشی، سماجی اور قانونی نتائج ہوتے ہیں۔ ٹیکس چوری میں اپنی اصل آمدنی کو چھپانا یا کم ظاہر کرنا تاکہ کم ٹیکس ادا کرنا پڑے اور ایسے اخراجات دکھانا جو حقیقت میں ہوئے ہی نہیں یا ذاتی اخراجات کو کاروباری ظاہر کرنا تاکہ قابل ٹیکس آمدنی کم ہو جائے۔ اپنے اثاثوں (جیسے بینک اکاؤنٹس، جائیدادیں) کو ظاہر نہ کرنا تاکہ ان پر ٹیکس نہ لگے۔ ٹیکس سے بچنے

کے لیے غیر قانونی راستے اختیار کرنا، جیسے جعلی رسیدیں بنانا یا غیر قانونی لین دین کرنا اور اپنی آمدنی یا اثاثوں کو ایسے ممالک میں منتقل کرنا جہاں ٹیکس کی شرح کم ہو یا ٹیکس سے بچنے کے لیے پیچیدہ بین الاقوامی مالیاتی لین دین کرنا۔

ٹیکس چوری کے معاشی نتائج:

ٹیکس چوری کی وجہ سے حکومت کو ٹیکس کی مد میں کم آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ حکومت کے پاس کم فنڈز ہونے کی وجہ سے صحت، تعلیم، انفراسٹرکچر جیسی عوامی خدمات متاثر ہوتی ہیں۔ جو لوگ ایمانداری سے ٹیکس ادا کرتے ہیں، ان پر حکومت کو چلانے کا زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ ٹیکس چوری امیر اور طاقتور افراد کو فائدہ پہنچاتی ہے اور معاشی عدم مساوات کو بڑھاتی ہے۔

ٹیکس چوری ایک سنگین جرم ہے جس سے نہ صرف حکومت کو مالی نقصان پہنچتا ہے بلکہ معاشرے میں ناانصافی اور بے ایمانی بھی پھیلتی ہے۔ ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایمانداری سے اپنے ٹیکس ادا کرے اور ایک منصفانہ معاشرے کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرے۔ قانونی طور پر واجب الادا ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچنے کے لیے غیر قانونی طریقے اختیار کرنا۔

منی لانڈرنگ :(Money Laundering)

ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے مجرمانہ سرگرمیوں سے حاصل کی گئی غیر قانونی رقم (dirty money) کی اصلیت کو چھپایا جاتا ہے تاکہ وہ قانونی (clean money) دکھائی دے۔ اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ یہ رقم کسی جائز ذریعے سے حاصل ہوئی ہے، تاکہ اسے بغیر کسی شک وشبہ کے استعمال کیا جاسکے۔

منی لانڈرنگ کا عمل عام طور پر تین مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

1. پلیسمنٹ (Placement): اس مرحلے میں غیر قانونی رقم کو مالیاتی نظام میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہ کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے، جیسے کہ بینک میں چھوٹی چھوٹی رقوم جمع کرانا، نقدی سے اثاثے خریدنا، یا غیر رسمی مالیاتی نظام (مثلاً حوالہ) کا استعمال کرنا۔

2. لیئرنگ (Layering): اس مرحلے میں رقم کی اصلیت کو چھپانے کے لیے پیچیدہ مالیاتی لین دین کی ایک تہہ بنائی جاتی ہے۔ اس میں ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں رقوم منتقل کرنا، مختلف مالیاتی اداروں کے ذریعے لین دین کرنا، شیل کمپنیاں (ایسی کمپنیاں جو صرف کاغذ پر موجود ہوتی ہیں اور کوئی حقیقی کاروبار نہیں کرتیں) استعمال کرنا، اور بیرون ملک رقوم منتقل کرنا شامل ہو سکتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ رقم کے ماخذ کو ٹریس کرنا مشکل ہو جائے۔

3. انٹیگریشن (Integration): یہ آخری مرحلہ ہوتا ہے جس میں لانڈر کی گئی رقم دوبارہ معیشت میں داخل ہوتی ہے اور قانونی نظر آتی ہے۔ اس رقم سے جائیدادیں خریدی جاسکتی ہیں، کاروبار میں سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے، یا دیگر جائز لین دین کیے جاسکتے ہیں۔ اس مرحلے پر مجرم اس رقم کو بغیر کسی شک وشبہ کے استعمال کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

منی لانڈرنگ کی وجوہات:

* مجرمانہ سرگرمیوں سے حاصل ہونے والی رقم کو ضبط ہونے سے بچانا۔

* غیر قانونی رقم کی اصلیت کو چھپا کر اسے استعمال کرنا۔

* مجرمانہ سرگرمیوں کے مالیاتی ٹریل کو ختم کرنا۔

منی لانڈرنگ کے اثرات:

* معاشی نظام کا عدم استحکام۔

* جرائم پیشہ افراد اور تنظیموں کی طاقت میں اضافہ۔

* قانونی معیشت پر منفی اثرات۔

* حکومتوں کی آمدنی میں کمی۔

* بین الاقوامی مالیاتی نظام پر اعتماد کا فقدان۔

* دہشت گردی کی مالی معاونت کا خطرہ۔

منی لانڈرنگ ایک سنگین جرم ہے جو معیشت اور معاشرے دونوں کے لیے خطرناک ہے۔اس کی روک تھام کے لیے مربوط اور بین الاقوامی سطح پر کوششیں ضروری ہیں۔

اقربا پروری (Nepotism and Cronyism): سرکاری یا نجی عہدوں پر اپنے رشتہ داروں یا قریبی دوستوں کو میرٹ کے بغیر نوازنا۔

اثاثوں کا ناجائز انکشاف (Illicit Enrichment): عوامی عہدیداروں کے اثاثوں میں غیر قانونی اور غیر واضح ذرائع سے اضافہ ہونا۔

مال کے بارے میں اسلام کا تصور

مال اللہ کی ملکیت ہے:

بدعنوانی کی جڑ مال کی حرص اور لالچ ہے۔ چنانچہ اسلام نے مال کے بارے میں یہ تصور پیش کیا کہ مال کسی انسان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے، انسان اپنے مال میں خود مختار نہیں بلکہ اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ چنانچہ انسان کو مال اسی طریقے پر حاصل کرنا ہے جس طریقے پر اسے اللہ نے حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور انھی جگھوں پر خرچ کرنا ہے جن جگھوں پر اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن میں اللہ کا فرمان ہے: "کلوا من طیبات مارزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون" (ہم نے جو تم کو پاک روزی عطا کی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو)۔ ایک جگہ فرمایا "واٰتوھم من مال اللہ الذی آتاکم" (اللہ نے جو مال تمھیں دیا ہے اس میں سے ضرورت مندوں کو دو)۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے "المال مال اللہ"۔ (مال تو سب کا سب اللہ کا ہی ہے)۔

بخل کی ممانعت

مال و دولت کی محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے۔انسان کی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام نے مال جمع کرنے کی قطعی ممانعت نہیں کی، بلکہ اس مال میں چند حقوق متعین کر دئے تاکہ انسانوں کے درمیان عدل و انصاف قائم ہو اور بدعنوانی اور کرپشن کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے۔اس لئے اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے کے سارے مال و دولت پر صرف چند افراد کا کنٹرول ہو جائے اور باقی لوگ غریبی اور لاچاری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں۔اسلئے اسلام مال پر قبضہ جما کر رکھنے والوں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کرنے والوں کو سخت وعیدیں سناتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے

''وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ *يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لأَنفُسِكُمْ فَذُوقُواْ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُوْنَ''۔17

(اور جو لوگ سونا چاندی (مال و دولت) جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کے راستے میں اسے خرچ نہیں کرتے، تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے۔ جس دن اس دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔(اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے۔ اب چکھو اس (خزانہ) کا مزا جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔

اسلام نے ایک ایسا نظام دیا ہے جس کے ذریعہ دولت کی تقسیم صحیح طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلام دولت مندوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے ان لوگوں کا بھی حق رکھیں جن کو اللہ نے مال نہیں دیا۔ اسلام اسے زکاۃ کا نام دیتا ہے جو امیروں سے لیکر غریبوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

صدقہ و خیرات کا حکم

اسلام اس بات کا شوق بھی پیدا کرتا ہے کہ سال میں صرف ایک مرتبہ کی زکاۃ پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ گاہے گاہے صدقہ و خیرات کیا جاتا رہے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔وفی اموالهم حق للسائل والمحروم۔(اور ان کے مال میں سوال کرنے والے کا اور محروم کا حق ہے)۔

ایک جگہ فرمایا:

يا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الأَرْضِ وَلاَ تَيَمَّمُواْ الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنفِقُوْنَ وَلَسْتُم بِآخِذِيْهِ إِلاَّ أَن تُغْمِضُواْ فِيْهِ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔18

(اے ایمان والو جو تم نے پاکیزہ مال کمایا ہے اس میں سے خرچ کرو، اور جو ہم نے زمین سے نکالا ہے وہ خرچ کرو۔ اور تم گندی اور خراب چیز خرچ کرنے کے بارے میں مت سوچو، حالانکہ تم خود اسے آنکھیں بند کئے بغیر لینا گوارا نہیں کروگے۔اور یہ جان لو کہ (ہر چیز سے) اللہ بے نیاز ہے اور تعریف والا ہے)۔

حقوق العباد کا تصور

اللہ کے نزدیک اس کے تمام بندے محترم ہیں۔اللہ نے جہاں اپنے حقوق متعین کئے ہیں، ساتھ ہی ساتھ وہاں بندوں کے حقوق بھی متعین کئے ہیں تاکے اس کے تمام بندوں کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کیا جائے۔قرآن میں جگہ جگہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ حقوق العباد میں کسی بھی قسم کی بدعنوانی سے بچیں۔چنانچہ قرآن مال کو ناجائز طریقوں سے کمانے کو حرام قرار دیتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللہ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً۔ 19

(اے ایمان والو ااپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔ہاں یہ اور بات ہے کہ تمھاری آپسی رضامندی سے کوئی سمجھوتا ہو گیا ہو۔اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔بلاشبہ اللہ تم پر بہت رحم کرنے والا ہے)

حرام کمائی کی ممانعت

بندوں کے حقوق کی پامالی میں حرام کمائی کا بڑا ہاتھ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ نے حرام کمائی اور اس کی تمام شکلوں کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ اللہ کے یہاں حلال مال کی ہی مقبولیت ہے جبکہ حرام مال کھانا پیٹ کو آگ سے بھرنا۔ارشاد خداوندی ہے:

’’اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِيْ بُطُونِهِمْ نَاراً وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرً‘‘20

(اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ذریعے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھرتے ہیں۔ اور بہت جلد ہی وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔)

آج سب سے زیادہ کرپشن رشوت کی شکل میں پھیل رہا ہے۔رشوت ہی ہے جس کے ذریعے مستحقین کو ان کے حق سے محروم کر کے ان کا حق دوسروں کو دلوا دیا جاتا ہے۔رشوت کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

’’وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيْقاً مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ‘‘۔21

(اور آپس میں تم ایک دوسرے کے مال کو ناجائز اور غلط طریقوں سے مت کھاؤ اور نہ انھیں حاکموں کے پاس لے جاؤ کہ (رشوت دے کر یا طاقت کے بل بوتے) لوگوں کا مال جانتے بوجھتے ہڑپ کر جاؤ)۔

نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:

’’ الراشی والمرتشی کلا ہما فی النار‘۔

(رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں ہی جہنم میں جائیں گے)۔ایسی سخت وعیدوں کے بعد بھی اگر کوئی مال حرام سے اپنے پیٹ کو بھرتا ہے، اور خدا کے بندوں کا استحصال کرتا ہے۔

ناپ تول میں کمی کی ممانعت

اسلام اس بات کی شدید مذمت کرتا ہے کہ جھوٹ اور دھوکے کے ذریعہ لوگوں کا حق مارا جائے، اور ناپ تول میں کمی کر کے عوام کو ان کی چیزیں گھٹا کر دی جائیں۔ارشاد خداوندی ہے:

’’وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ‘‘۔22

(اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ انھوں نے کہا: اے میری قوم، صرف اللہ کی عبادت کو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں آچکی ہیں۔ چنانچہ تم لوگ ناپ تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں سے گھٹا کر مت دو۔ اور زمین میں اس کی درستگی کے بعد بگاڑ مت پیدا کرو۔ یہ سب تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو)۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

’’وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذا كِلْتُمْ وَزِنُواْ بِالقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلا‘‘۔23

(اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کے لئے صحیح ترازو استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے اور اسی کا انجام بہتر ہے)۔

سود کی حرمت وشناعت

معاشرے میں بدعنوانی کو بڑھاوا دینے میں سود کا بڑا ہاتھ ہے۔ آج سود کی وجہ سے دنیا کا معاشی نظام تباہ برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ سود خوروں نے عام لوگوں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر ان کا بے جا استحصال کر رکھا ہے۔ آج دنیا کے بہت سے ممالک اسی سود کی وجہ سے دنیا کی باطل طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اسلام سود کو حرام وناجائز قرار دیتا ہے اور سود خوری کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تجارت دونوں فریق کے درمیان نفع و نقصان میں شرکت کے ساتھ ہونا چاہئے۔ صرف یک طرفہ فائدہ حاصل کرنا اور یک طرفہ نقصان اٹھانا بالکل درست نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

’’الَّذِيْنَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلاَّ كَمَا يَقُومُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُواْ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا‘‘۔24

(جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، یہ اس لئے ہو گا کہ انھوں نے کہا تھا کے تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے ور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔ دوسری جگہ فرمایا:

’’يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ الرِّبَا أَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْن‘‘۔25

(اے ایمان والو کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو سکو)۔

سود کتنی بڑی لعنت ہے کہ اس کے تعلق سے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

’’لعن رسول الله ﷺ على آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه، وقال: هم سواء‘‘26

(نبی پاک ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سود کو لکھنے والے پر اور سود پر گواہ بننے والوں پر۔ اور فرمایا کہ (گناہ کے سلسلے میں) یہ سب برابر ہیں)۔

مسابقت الی الخیر

عوام میں بدعنوانی کو فروغ دینے والی ایک چیز مسابقت الی الشر ہے۔ یعنی نام و نمود اور انا کی غرض سے دنیاوی عیش و عشرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنا۔ جیسے رسومات میں بے دریغ اخراجات کے سلسلے میں مقابلہ آرائی، یا پھر دنیا کی نظر میں اپنے وقار کی

بلندی کے لئے سامانِ عیش و عشرت میں مقابلہ آرائی۔ غرض کہ مسابقت الی الشر انسان کو اس کی حیثیت سے بڑھ کر اقدامات پر مجبور کرتی ہے، جس سے بڑے پیمانے پر اس کو مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اسی نقصان کی تلافی کے لئے وہ لوگوں کی حق تلفی پر آمادہ ہوتا ہے۔

چنانچہ اسلام لوگوں کو مسابقت الی الشر سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کے متبادل میں مسابقت الی الخیر کو پیش کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً* إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورا*''27

(رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دیا کرو، اور فضول خرچی مت کیا کرو۔ بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے)۔

مبذر کہتے ہیں مال کو ایسی جگہ خرچ کرنے والے کو جہاں اس کے خرچ کرنے کا حق نہیں تھا۔ اسی لئے علماء نے مال کو صحیح جگہ خرچ کرنے والوں کو مبذرین یعنی فضول خرچی کرنے والوں میں شمار نہیں کیا ہے۔ کیونکہ مسابقت الی الشر میں فضول خرچی لازمی ہوتی ہے اسلئے اللہ نے ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔

قرآن میں جگہ جگہ مسابقت الی الخیر کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''وَالَّذِيْنَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ، أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِيْ الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ *28

(اور وہ لوگ (جن کا حال یہ ہے کہ) جو کچھ بھی (راہ خدا) میں دے سکتے ہیں دیتے ہیں، اور (اس کے باوجود) ان کے دل اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ، انھیں اپنے رب کے حضور لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اچھائیوں کے لئے دوڑنے والے ہیں اور آگے بڑھکر انھیں پانے والے ہیں)

مالی بدعنوانیوں کے اسباب

اخلاقی اقدار کا فقدان: معاشرے میں ایمانداری، دیانت داری اور جوابدہی کی اقدار کا کمزور ہونا۔

قانون کی کمزوری اور نفاذ میں سستی: بدعنوان عناصر کو سزا دینے کے لیے قوانین کا غیر مؤثر ہونا یا ان پر عمل درآمد نہ ہونا۔

شفافیت اور احتساب کا فقدان: حکومتی اور نجی اداروں میں فیصلوں اور مالی معاملات میں شفافیت کی کمی اور جوابدہی کے نظام کا کمزور ہونا۔

طاقت کا ارتکاز: چند افراد یا گروہوں کے پاس بہت زیادہ طاقت کا ہونا، جس کا وہ ناجائز استعمال کر سکتے ہیں۔

معاشی دباؤ اور لالچ: غربت، بے روزگاری اور فوری امیر بننے کی خواہش بدعنوانی کی طرف راغب کر سکتی ہے۔

سیاسی عدم استحکام اور کمزور ادارے: غیر مستحکم سیاسی ماحول اور کمزور حکومتی ادارے بدعنوانی کو فروغ دیتے ہیں۔

مالی بدعنوانیوں کے سدِ باب کی مؤثر تدابیر:

قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنانا:

- بدعنوانی کے خلاف سخت اور جامع قوانین کا نفاذ۔
- قانون کی بالادستی کو یقینی بنانا اور تمام افراد کو قانون کے سامنے جوابدہ ٹھہرانا۔
- عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری کو یقینی بنانا۔

شفافیت اور احتساب کو فروغ دینا:

- حکومتی اور نجی اداروں کے مالی معاملات اور فیصلوں کو عوام کے لیے قابل رسائی بنانا۔
- اثاثوں کے انکشاف کے نظام کو مؤثر بنانا اور اس کی باقاعدگی سے جانچ پڑتال کرنا۔
- آزاد اور مضبوط احتسابی اداروں کا قیام اور ان کو بااختیار بنانا (مثلاً اینٹی کرپشن کمیشن، محتسب)۔
- عوامی سماعتوں اور شکایات کے نظام کو فعال بنانا۔

اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانا:

- تعلیمی نصاب اور عوامی آگاہی مہم کے ذریعے ایمانداری، دیانت داری اور حب الوطنی کی اقدار کو فروغ دینا۔
- رول ماڈلز کی حوصلہ افزائی کرنا اور بدعنوان افراد کی مذمت کرنا۔
- میڈیا اور سول سوسائٹی کا فعال کردار یقینی بنانا۔

طاقت کے ارتکاز کو کم کرنا:

- اختیارات کی تقسیم اور چیک اینڈ بیلنس کے نظام کو مضبوط بنانا۔
- انتظامی اور سیاسی اصلاحات کے ذریعے طاقت کے ناجائز استعمال کے امکانات کو کم کرنا۔

معاشی اصلاحات:

- معاشی پالیسیوں میں شفافیت اور مساوات کو یقینی بنانا۔
- روزگار کے مواقع پیدا کرنا اور غربت کو کم کرنا۔
- کاروبار اور سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنا۔

ٹیکنالوجی کا استعمال:

- سرکاری خدمات کی فراہمی میں ٹیکنالوجی کا استعمال (ای-گورننس) تاکہ انسانی مداخلت کم ہو اور شفافیت بڑھے۔
- مالیاتی لین دین کی نگرانی اور بدعنوانی کی نشاندہی کے لیے جدید ٹولز کا استعمال۔

بین الاقوامی تعاون:

* بدعنوانی کے خلاف عالمی کوششوں میں فعال شرکت اور معلومات کا تبادلہ۔
* منی لانڈرنگ اور غیر قانونی اثاثوں کی بازیابی کے لیے بین الاقوامی معاہدوں پر عمل درآمد۔

سیاسی عزم اور قیادت:

* بدعنوانی کے خلاف لڑنے کے لیے مضبوط سیاسی عزم اور قیادت کا ہونا ضروری ہے۔
* حکومتی سطح پر بدعنوانی کے خلاف زیرو ٹالرنس کی پالیسی اختیار کرنا۔

خلاصہ بحث

مال ودولت کی محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے۔انسان کی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام نے مال جمع کرنے کی قطعی ممانعت نہیں کی، بلکہ اس مال میں چند حقوق متعین کر دئے تاکہ انسانوں کے درمیان عدل وانصاف قائم ہو اور بدعنوانی اور کرپشن کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے۔اس لئے اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے کے سارے مال ودولت پر صرف چند افراد کا کنٹرول ہو جائے اور باقی لوگ غریبی اور لاچاری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں۔اسلئے اسلام مال پر قبضہ جما کر رکھنے والوں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کرنے والوں کو سخت وعیدیں سناتا ہے۔مالی بدعنوانی ایک پیچیدہ اور جڑ پکڑ جانے والا مسئلہ ہے جس کا مکمل خاتمہ فوری طور پر ممکن نہیں ہے۔قرآن و حدیث مالی بدعنوانیوں کی ہر شکل کی سخت مذمت کرتے ہیں اور ایک پاکیزہ، شفاف اور عادلانہ معاشی نظام قائم کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔عصرِ حاضر میں ان برائیوں کے سدِباب کے لیے ایمانی بیداری، مضبوط قانونی نظام، شفافیت، احتساب اور عوامی شعور بیدار کرنے جیسے جامع اقدامات اٹھانا ناگزیر ہے۔مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں ان قرآنی و نبوی اصولوں کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا تاکہ ایک صحت مند، شفاف، منصفانہ اور خوشحال معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

حوالہ جات

---

1 البقرہ،۲: ۱۸۸۔
2 البقرہ،۲: ۱۷۴۔
3 النساء،۴: ۴۲۔
4 الترمذی، السنن، حدیث ۱۳۳۶
5 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۳۳۔
6 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۳۳۔
7 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۳۳۔
8 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۳۳۔
9 القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲، ص ۳۳۔
10 مالک بن انس، موطا، کتاب المساقات، ج ۱، ص ۵۱۶
11 ابو داؤد، السنن، حدیث نمبر ۲۹۵۹۔

12 ابوداؤد،السنن،حدیث نمبر۲۹۵۹۔

13 ابوداود،السنن،حدیث نمبر۳۵۴۱

14 شاہ ولی اللہ،حجۃ اللہ البالغہ،ص ۲۴۷۔

15 الانفطار،۸۲:۹تا۱۶

16 النساء، ۴: ۷۱

17 التوبۃ، ۱۰: ۳۴

18 البقرہ، ۲: ۲۶۷

19 النساء،۴: ۲۹۔

20 النساء،۴: ۱۰۔

21 البقرہ،۲: ۱۸۸۔

22 الأعراف،۷: ۸۴

23 بنی اسرائیل،۱۷: ۳۵۔

24 البقرہ،۲: ۲۷۵

25 آل عمران،۳: ۱۳۰

26 مسلم،الجامع الصحیح،حدیث نمبر:۱۵۹۸

27 بنی اسرائیل،۱۷: ۲۶،۲۷

28 المومنون،۲۳: ۶۰،۶۱